حُلیہ شریف حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مصنّف

سرتاجِ اولیاء سلطان العارفین

حضرت مولوی غلام رسُول عالپوری رحمۃ اللہ علیہ

مرتب صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری

حضرت مولوی غُلام رسُول عالپُوری فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) پاکستان

مزارِ اقدس عظیم کلاسیکی شاعر سرتاج اولیاء سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالپوری رحمتہ اللہ علیہ

صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلیہ شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف

عظیم کلاسیکی شاعر سرتاجِ اولیاء سلطان العارفین

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

اہتمام اشاعت	=	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)
کتاب کا نام	=	حلیہ شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم
مصنف	=	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری رحمۃ اللہ علیہ
مرتب	=	صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
ناشر	=	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)
تزئین و آرائش	=	راشد حسین (مہر گرافکس اینڈ پبلشرز)
اشاعتِ اوّل	=	مئی 2013ء
اشاعتِ دوم	=	ستمبر 2022ء
تعداد	=	500
قیمت	=	200 روپے
ملنے کا پتہ	=	صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری پوسٹ بکس 1022 پیپلز کالونی فیصل آباد، پاکستان
موبائل	=	0092-313-8666611 0092-300-4473366

Website:www.alampuri-research.org

Email: president_alampuri@yahoo.com

info@alampuri-research.org

انتساب

عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین

حضرت **مولوی غلام رسول عالمپوری** صاحب

کی صاحبزادی اور میری نانی مرحومہ

محترمہ خدیجہ بی بی

کے نام جن کی نسبت کی وجہ سے مجھے یہ انعام اور مقام ملا

اب وہ حضرت مولوی صاحب کے پہلو میں آسودۂ خاک ہیں

میں ان کی زیارت تو نہ کر سکا کیونکہ میری پیدائش سے

کافی عرصہ قبل وہ وفات پا چکی تھیں لیکن ان کی یاد

ہمیشہ میرے دل کو نور سے منور رکھتی ہے

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

فہرست

1۔	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ دی نذر	05
2۔	دیباچہ	07
3۔	سوانح حیات سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	11
4۔	شجرہ نسب	19
5۔	حلیہ شریف حضور ﷺ	20

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

پوسٹ بکس نمبر 1022 پیپلز کالونی، فیصل آباد، پاکستان

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ دی نذر

''شاعرِ پنجاب''

رُتبہ اوہدا لاثانی ہے اُچا اوہدا پایہ
عالم پور دا شاعر سارے عالم اُتے چھایا

سلک گہر دا مصرعہ اوہدا شعر پھلاں دا گجرا
اونے جہڑا اکھر لکھیا اج وی لگدا سجرا

اوہدی بات مشالاں وانگر جیوں پگ لشکاندی
اوہدی سوچ چنبے دی ڈالی مغزاں نوں مہکاندی

اوہدا نقطہ عشق دا نکتہ گُجیاں رمزاں والا
ایڈا شاعر فر کد جمنا واہ سبحان تعالیٰ

صاؔبر یار غلام رسول نے جین دے وچ سکھائے
''عاشق تے اندھیری جھلے ذرا نہ جنبش کھائے''

ڈاکٹر صابر آفاقی
مظفر آباد، آزاد کشمیر (28 اکتوبر 2000ء)

دیباچہ

یہ بات بہت سالوں سے میرے اندر کروٹ لیتی رہی کہ عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری صاحبؒ کی وہ تصانیف جو شائع ہو چکی ہیں یا اشاعت کے بعد اب بازار میں نایاب ہو چکی ہیں اور جو تصانیف ابھی شائع نہیں ہوئی ہیں اُن کو کتابت کی غلطیوں سے پاک کر کے شائع کیا جائے۔ یہ بات آج کی نہیں بلکہ جب سے میں نے ہوش سنبھالی اس خیال نے ہمیشہ مجھے متحرک اور بے چین بھی رکھا میری زندگی کا کوئی ایسا لمحہ نہیں گزرا جو میں نے حضرت مولوی صاحبؒ کی محبت، شخصیت، کلام، اُن کے مزار اقدس اور اُن کی یادگاروں کی تعمیر کے بارے میں سوچ بچار نہ کی ہو اور اگر سچ پوچھیں تو یہ باتیں میری زندگی سے منسلک نہ ہوتیں، یہ تحریک میرے اندر نہ ہوتی تو شائد میرا حال کیا ہوتا۔ جس طرح میری زندگی میں اُتار چڑھاؤ بڑے عجیب طریقے سے آئے مجھے صرف آپؒ کی شخصیت اور کلام سے رہنمائی اور حوصلہ ملتا رہا اور میں پوری طاقت سے آگے بڑھتا رہا۔ مجھے شروع سے ہی احساس تھا کہ یہ کام بہت بڑا ہے اور مشکل بھی لیکن یہ بھی احساس تھا کہ اگر اب نہ ہو سکا تو پھر شائد کب ہوگا اور شائد اس انداز سے نہ ہو سکے کیوں کہ میں حضرت مولوی صاحبؒ کی زبان کے لہجے کو بھی سمجھتا ہوں، اُن کے خاندانی حالات، تعلیم اور دیگر معلومات کی شکل میں میرے پاس سچا اور قیمتی خزانہ موجود ہے لہٰذا اسے تحریری شکل میں عوام کے سامنے بھی آنا چاہیے۔
دوسری اہم بات یہ کہ میں کبھی کسی اہم شخصیت کے بارے اور پھر خاص کر حضرت مولوی صاحبؒ کے بارے کبھی کوئی ایسی بات نہیں تحریر کر سکتا جس کی صحت کے بارے میں مجھے شک ہو میری اُن کیساتھ محبت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ میں مبالغہ آرائی سے کام نہ لوں اور نہ ہی اپنی ذاتی خواہش کو سامنے لانے کی کوشش کروں۔ مجھے ہمیشہ حیرت ہوئی کہ بعض لوگ اپنی ذاتی خواہشات کی تکمیل کی خاطر حالات و واقعات کو غلط طور پر پیش کرتے ہیں جس سے تاریخ کا چہرہ مسخ ہو جاتا ہے اور اِس بات کا غلط اثر ہمیشہ آنے والی نسلوں پر پڑتا ہے اور اُن کو تاریخ سے صحیح آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی تہذیب اور معاشرت سے صحیح طور پر آگاہ نہیں ہو سکتے۔ خیر اچھائی اور بُرائی کا ہمیشہ مقابلہ رہا مگر

جیت ہمیشہ سچ کی ہوتی ہے اس لئے میں نے 1990ء میں حضرت مولوی صاحبؒ کے نام نامی پر ایک تنظیم رجسٹرڈ کروائی اور ساتھ مطالعہ کا عمل جاری رہا اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ فہم عطا کیا تا کہ میں چیزوں کو صحیح طریقے سے جانچ اور پرکھ سکوں میں نے کوشش کی کہ خصوصاً ہوشیار پور، جالندھر اور خطے کے دیگر اضلاع کی بولیوں کو سمجھ سکوں اسلامی تاریخ، متحدہ ہندوستان اور متحدہ پنجاب کے سارے علاقے کے بارے آگاہی حاصل ہو، یہاں کی برادریوں اور قبیلوں کے طرزِ زندگی، گفتگو کرنے کے سلیقے کو سمجھ سکوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت مولوی صاحبؒ نے اپنے کلام میں کن کن زبانوں کو استعمال کیا، ان کے صحیح صحیح حالات زندگی رہن سہن، ان کا کن لوگوں سے ملنا اور ملنے کا انداز، اِن کی عادات، خاندانی حالات، ان کی شاعری کا معیار اور دوسرے شاعروں خصوصاً کلاسیکی شعراء سے موازنہ اور حضرت مولوی صاحبؒ کی انفرادیت، ان کے بات کرنے کا انداز اور اب تک جن لوگوں نے آپ پر لکھا ان کی سوچ اور ذہنیت ان کے عقائد و نظریات غرض اس سے منسلک ہر نوع کے معاملات کو سمجھنے کی جستجو کی جس میں اللہ تعالیٰ نے میری مدد اور رہنمائی کی مجھے فہم و فراست عطا کی اور مجھ پر انکشافات ہوتے رہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ زبان کا لہجہ اور بولی ہر شخصیت کی اپنی رہنی چاہئے کیونکہ مختلف اضلاع میں پنجابی کے مختلف لہجے ہیں جنہیں محفوظ رہنا چاہیے اور کوئی خاص قسم کی پنجابی بنانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے اس سے پنجابی کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مثال کے طور پر چند ہم معنی الفاظ درج کرتا ہوں جیسے دیکھیا، ویکھیا۔ چند، چن۔ سفنا، سپھنا وغیرہ۔ حضرت مولوی صاحبؒ کا شاگرد سید روشن علی جب مالوہ میں اقامت پذیر ہو گیا تو اس کو لکھی گئی اپنی ایک چٹھی میں حضرت مولوی صاحبؒ ہوشیار پور اور مالوہ کی بولی کا یوں فرق واضح کرتے ہیں۔

؎ ایتھے اسیں آہے اُوتھے بنے آپاں جدوں بولیاں ہور دیاں ہور ہوئیاں

آپ کے زیر نظر کتاب ''حلیہ شریف'' ہے جس پر اصلاحی حوالے سے مختلف دوستوں سے بات ہوتی رہی۔ مختلف دوست احباب میرے پاس تشریف لاتے رہے اور مشاورت کا عمل جاری رہا اس سے کئی سال قبل محمد عالم کپورتھلوی نے حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کی سات تحریروں کو جمع کر کے

''ست پھل'' کے نام سے شائع کیا تھا۔جس میں تین اشخاص کو منظوم چٹھیاں ، حلیہ شریف ، سی حرفی سسی پنوں ، چوپٹ نامہ اور پندھ نامہ موجود تھا جبکہ سی حرفی سسی پنوں ، چوپٹ نامہ اور پندھ نامہ کو ''دردکسالا'' کے نام سے شائع کر دیا ہے ، چٹھیوں کو''چٹھیاں'' کے نام سے شائع کر دیا ہے جبکہ''حلیہ شریف'' کو الگ سے شائع کر رہا ہوں ۔ راقم نے ''حلیہ شریف'' کی پروف ریڈنگ کے سلسلے میں بہت محنت کی اور بعض مشکل اشعار کو حل کیا بلکہ مشکل الفاظ کے معنی بھی حاشیہ میں تحریر کر دیئے تا کہ شائقین کو حضرت مولوی صاحب کے اشعار سمجھنے میں آسانی ہو جس سے اب ان کی شان دوبالا ہوگئی ہے۔

اگر کسی مصنف کا قلمی نسخہ سامنے موجود ہو تو اس کی پروف ریڈنگ اور اشاعت میں آسانی ہوتی ہے۔ عظیم کلاسیکی شاعر حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کی چند کتب ایسی ہیں جن کی تقریباً سو سال سے اشاعت تو جاری ہے اور ان کتب کے آج تک کئی ایڈیشن شائع بھی ہو چکے ہیں لیکن ان کے قلمی نسخے موجود نہیں ہیں۔جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اکثر کاتب حضرات اور پروف ریڈنگ کرنے والے حضرات سے بعض اوقات غلطیاں رہ جاتی ہیں اور بعض کاتب حضرات کو دیکھا ہے اور یہ بات تجربے اور مشاہدے میں آئی ہے کہ وہ اچھے بھلے صحیح لفظ کی تصحیح کرنے کی غرض سے اس کو بگاڑ دیتے ہیں۔ جیسا کہ مثال کے طور پر میں نے حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کا ایک شعر کاتب کو لکھنے کے لیے دیا۔

ایہہ مرداں دے نام دی جگ وچ رہسی ہول
خلق پکارا پاوسی کدی غلام رسول

تو کاتب نے دوسرے مصرعے کو یوں لکھا:

خلق پکاراں پاوسی کدی غلام رسول

راقم نے کاتب سے پوچھا کہ جب میں نے تم کو تاکیداً یہ بات کہی تھی کہ شعر میں کوئی تبدیلی نہیں کرنی تو تم نے پکارا کی جگہ پکاراں کیوں لکھا ہے؟ اس نے جواباً کہا کہ جناب پکارا تو ایک ہوتا ہے ، اس لیے میں نے پکاراں لکھا ہے تا کہ زیادہ یعنی جمع کا صیغہ بن جائے کیونکہ یہ پورے زمانے میں پھیلنی تھی ۔ پھر میں نے اس کو پکارا کا مفہوم بتایا اور کہا کہ یہاں پکارا ہی آئے گا جس کا مطلب ہے بلند آواز ، شہرت ، ناموری اور شوروغل لہٰذا یہی معنی موزوں ہیں ۔ تو یہ مثال دینے کا میرا مقصد یہ تھا کہ

کاتب اور پروف ریڈنگ کرنے والے حضرات اکثر اپنی طرف سے کمی یا اضافہ کر دیتے ہیں۔جیسا کہ میں نے بتایا کہ چند کتب کے قلمی نسخے نہ ہونے کی وجہ سے کاتب حضرات یا پروف ریڈنگ کرنے والے حضرات سے غلطیاں ہوتی رہی ہیں۔ایک نابغہ روزگار مصنف کے ذہن تک عام آدمی کی رسائی ناممکن ہوتی ہے کہ وہ شخصیت کیا کہنا چاہتی تھی۔لہٰذا اس کام میں بہت محنت درکار ہوتی ہے۔اس لیے موجودہ ایڈیشن میں کتابت کی جو غلطیاں رہ گئی تھیں اس کے لیے میں نے مختلف ایڈیشن کو سامنے رکھا سوچ بچار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ان کو دور کیا۔اِنشاءاللہ تعالیٰ اب جو نسخہ آپ کے سامنے ہے اس سے اس کی شان دوبالا ہوگئی ہے۔

اگر چہ راقم نے اس کتاب کی صحیح اشاعت میں پوری کوشش کی ہے لیکن پھر بھی کہیں کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو تصحیح فرما کر راقم کو مطلع کر دیں تاہم اہل علم حضرات پر اس کی خصوصیت مخفی نہیں رہے گی۔اصلاح کی کوشش جاری رہے گی۔

صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری

سوانح حیات (Biography)

عظیم کلاسیکی شاعر سرتاج اولیاء سُلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ

پیدائش

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ 5 ربیع الاوّل 1265ھ بمطابق 29 جنوری 1849ء بروز سوموار کو موضع عالمپور، تحصیل دسوہہ، ضلع ہوشیار پور، ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کی قوم گجر اور گوت کسانہ تھی۔ آپ کے والد محترم چوہدری مراد بخش اور آپؒ کی والدہ محترمہ رحمت بی بی تھیں۔ حضرت مولوی صاحب والدین کی اکلوتی اولاد تھے۔ آپ کی پیدائش کے چھ ماہ بعد آپ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا حضرت مولوی صاحبؒ کی عمر ابھی تقریباً 12 سال تھی کہ آپ کے والد محترم بھی اس فانی دنیا سے کوچ کر گئے۔

تعلیم

ظاہری طور پر باقاعدگی سے تحصیل علم کے بارے میں کسی طرف سے کوئی سراغ نہیں ملتا اور یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آپ علم لدنی یعنی (الہامی علم) سے مستفیض تھے۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص فضل و کرم تھا تاہم ابتدائی تعلیم کے طور پر اپنے گاؤں کے مولوی حامد صاحب سے کچھ عربی اور فارسی کی کتب پڑھیں پھر کچھ علم قریب کے ایک گاؤں غلز یاں کے مولوی عثمان صاحب سے حاصل کیا۔

ملازمت

ظاہری علوم سے فارغ ہونے کے بعد آپ میر پور کے پرائمری سکول میں بحیثیت استاد پڑھانے لگے۔ آپ نے میر پور کے پرائمری سکول میں 15 سال کی عمر میں بحیثیت استاد 1864ء سے 1878ء تک 14 سال تعلیم دی۔ 1878ء میں آپ کا تبادلہ موضع مہیسر ہوگیا۔ وہاں آپ نے 4 سال پڑھایا اور 1882ء میں ملازمت سے استعفیٰ دے کر عالمپور آ گئے۔ آپؒ نے تقریباً 18 سال بحیثیت سکول اُستاد ملازمت کی اور جب آپ نے استعفیٰ دیا تو اس وقت آپ کی عمر تقریباً 33 سال تھی۔ آپ ذرائع آمدورفت کے لیے ہمیشہ گھوڑی کی سواری کا استعمال کرتے تھے۔ استعفیٰ دینے

کا واقعہ یوں پیش آیا کہ جب سکول سے چھٹی کے بعد حضرت مولویؒ صاحب واپس گھر کی طرف روانہ ہوئے ہی تھے کہ سکول انسپکٹر جو انگریز تھا وہ سکول پہنچ گیا تو اس نے حضرت مولویؒ صاحب کے بارے میں دریافت کیا تو اسے بتایا گیا کہ حضرت مولویؒ صاحب سکول چھٹی کے بعد ابھی گھر کی طرف روانہ ہوئے ہیں تو سکول انسپکٹر نے ایک استاد کو حضرت مولویؒ صاحب کے پیچھے روانہ کیا کہ ان کو بلا کر لاؤ۔ وہ استاد تیزی سے حضرت مولویؒ صاحب کے پاس پہنچا اور بتایا کہ سکول انسپکٹر بلا رہا ہے تو حضرت مولوی صاحبؒ نے چند اشعار میں اپنا استعفیٰ اس استاد کے ہاتھ لکھ بھیجا اور واپس سکول نہیں گئے۔

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب نے اپنے گھر سے قریب ہی اپنی گرہ سے ایک مسجد بنوائی تھی جہاں وہ امامت اور دینِ اسلام کی تبلیغ کرتے تھے جبکہ وہ مسجد آپ کا مکتب بھی تھا جہاں فارسی، اردو اور طب کی تعلیم مفت دیتے تھے۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے بانی اور پہلے پرنسپل G.W.Leitner اپنی کتاب History of Indigineous Education in the Punjab کی دوسری جلد کے صفحہ 49 پر لکھتے ہیں:

"At Alampur under the direction of the Excellent Maulvi Ghulam Rasool is a large Maktab with 40 pupils where Persian and Urdu are very well taught by him gratuilously."

مسجد کی امامت آپ کی کمائی کا ذریعہ ہرگز نہیں تھی۔ آپ کا جدی پیشہ زمینداری تھا جبکہ آپ حکمت بھی کرتے تھے اور یہ عطائے ربی تھی۔ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ ظاہری طور پر کہیں بیعت نہیں تھے اس لیے ظاہری سلاسل میں کسی سلسلے سے منسلک بھی نہیں تھے۔ اسی طرح آپ کے والد محترم کا پیشہ بھی زمینداری تھا اور وہ بھی کسی مسجد کے امام نہیں تھے۔ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کا ایک نوکر بھی تھا۔ جس کا نام علی بخش تھا۔ ایک بار علی بخش مویشیوں کا چارہ لے کر دیر سے گھر لوٹا تو حضرت مولوی صاحبؒ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ

سارا دن اُڈیکیا گیا کویلا ہو
ڈھیر کمائی تدھ دی بھریاں پونے دو

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کے شاگرد سیّد سردار کے مطابق جو کہ آپ کے کاتب بھی تھے کہ حضرت مولویؒ صاحب نے کبھی کوئی مصرعہ یا شعر آدھا نہیں لکھا اور جو بھی شعر لکھا تو اس کی اصلاح کی کبھی ضرورت پیش نہیں آئی۔ کیونکہ وہ ہوتا ہی صحیح تھا۔ حالانکہ بڑے بڑے شعراء اور مصنّفین بھی

جب لکھتے ہیں تو انہیں اپنے لکھے ہی کی کئی کئی بار اصلاح کرنی پڑتی ہے۔

خُلق اور عادات وخصائل:

عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری کی عادات بہت پیاری تھیں۔ وہ طبیعت کے بہت اچھے اور ملنسار تھے۔ ساری عمر میں کسی کے ساتھ غصے میں نہیں بولے۔ راہ چلتے ہوئے نظریں نیچی رکھتے اور بڑے باوقار انداز سے چلتے تھے۔ ذرائع آمد و رفت کے لیے ہمیشہ گھوڑی کی سواری کا استعمال کرتے تھے۔ خوش لباس اور خوش گفتار بھی تھے جبکہ طبیعت میں ہلکا سا مزاح بھی تھا۔ آپ سفید کرتا اور سفید دھوتی جبکہ سفید پگڑی پہنتے تھے لیکن کبھی کبھار ملتانی لُنگی اور مسدّی پگڑی بھی پہن لیتے تھے۔ آپ باقاعدگی سے مسواک کرتے تھے جبکہ آپ کے بات کرنے میں بڑی تاثیر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فصاحت و بلاغت عطا فرمائی تھی۔ لوگ آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔ قوتِ ایمانی کا یہ حال تھا کہ بڑے سے بڑا آدمی بھی آپ کے سامنے جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔

حلیہ مبارک:

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری صاحب کا قد مبارک تقریباً 5 فٹ 9 انچ تھا۔ آپ کے چہرے کے نقوش بہت ہی خوبصورت تھے۔ جسم مبارک متناسب اور پتلا تھا لیکن کمزور نہیں تھا۔ بلکہ صحت مند اور توانا تھے۔ آپ کی داڑھی مبارک چھوٹی تھی، دانت سفید، ہموار اور خوبصورت تھے۔ رنگ گورا اور سُرخی مائل تھا۔ آنکھیں درمیانی تھیں۔ نہ زیادہ موٹی اور نہ چھوٹی تھیں بلکہ سرخی مائل تھیں۔ جبکہ آپ کے ہاتھ کی ہتھیلی بھی بھرپور اور سرخی مائل تھی۔ سر کے بال بھرپور تھے لیکن زیادہ لمبے نہیں تھے۔ آپ کی پیشانی تنگ نہ تھی بلکہ کھلی اور بہت مناسب تھی جبکہ آپ کی پیشانی پر قدرتی طور پر ایک چمک تھی جسے ہر آدمی نے بیان کیا اور محسوس کیا۔ آپ کی گردن مبارک نہ پتلی تھی اور نہ ہی موٹی بلکہ بہت موزوں تھی۔

نکاح واولاد:

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کی تین شادیاں ہوئیں پہلی شادی موضع دُھوتاں تحصیل بھُونگہ ریاست کپورتھلہ میں ہوئی اس بیوی میں سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور وہ بیوی وفات پا گئیں پھر آپ کی دوسری شادی گاؤں سکرالا ضلع ہوشیار پور میں ہوئی اس بیوی میں سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جن کا

نام ''عائشہ بی بی'' تھا لیکن بیٹی کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد دوسری بیوی کا بھی انتقال ہو گیا۔ حضرت مولوی صاحب نے اپنی بیٹی کی دیکھ بھال اور پرورش کے لیے دو نوکرانیاں رکھیں جن کے نام جنیبی اور تاباں تھے۔ تیسری اور آخری شادی گاؤں کھنیاں ودھایا کے رہائشی گلاب گجر کی بیٹی محترمہ زینب بی بی سے ہوئی ان میں سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جن کا نام خدیجہ بی بی تھا۔ خدیجہ بی بی کی پیدائش حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری صاحبؒ کی وفات سے تقریباً دو ماہ بعد ہوئی لیکن بوقت وفات حضرت مولویؒ صاحب نے اپنی بیوی زینب بی بی سے فرمایا کہ تمہارے ہاں بیٹا نہیں بیٹی پیدا ہو گی اور اس کا نام خدیجہ بی بی رکھنا لہٰذا ایسا ہی ہوا۔ محترمہ خدیجہ بی بی کی عمر تقریباً 5 سال تھی کہ والدہ صاحبہ محترمہ زینب بی بی کا بھی انتقال ہو گیا۔ محترمہ خدیجہ بی بی کی شادی چوہدری عبدالعزیز کے ساتھ ہوئی جو عالمپور کے ہی رہنے والے تھے اور ان کا تعلق اہم زمیندار گھرانے سے تھا۔ محترمہ خدیجہ بی بی کی اولاد دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں بڑا بیٹا عبدالطیف تقریباً 18 سال کی عمر میں پاکستان بننے سے قبل خدیجہ بی بی کی زندگی میں ہی وفات پا گیا اور انہیں حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری صاحب کی دونوں بیٹیوں عائشہ بی بی اور خدیجہ بی بی کی وفات وہیں انڈیا ہی میں ہوئی۔ خدیجہ بی بی کو بھی حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ جبکہ عائشہ بی بی کی وفات خدیجہ بی بی سے پہلے ہوئی تھی۔ خدیجہ بی بی کی اولاد میں عبدالطیف، ان سے چھوٹے سعیدہ بیگم، مسعودہ بیگم، عبدالرشید اور رضیہ بیگم ہیں۔ رضیہ بیگم نے عالمپور کے پرائمری سکول سے پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ 1947ء کے بعد محترمہ رضیہ بیگم کا خاندان پاکستان آ کر ضلع لائلپور کی تحصیل سمندری کے گاؤں چک نمبر 142 گ ب میں آباد ہوا اور یہیں رضیہ بیگم کی شادی چوہدری غلام قادر پھامبڑا سے ہوئی۔ چوہدری غلام قادر پھامبڑا موضع پھامبڑا تحصیل بھونگہ ریاست کپورتھلہ انڈیا کے رہنے والے تھے اور انہوں نے وہیں بھونگہ کے ہائی سکول سے میٹرک کیا۔ چوہدری غلام قادر پھامبڑا کا خاندان تقریباً 1950 ایکڑ زرعی اراضی کا مالک تھا اور پھامبڑا گاؤں انہی کی گوت پر آباد ہے۔ پورے پھامبڑا گاؤں کا مالک یہی خاندان تھا۔ جبکہ ان کا خاندان بھی وہاں سے ہجرت کر کے پاکستان کے ضلع لائلپور کی تحصیل سمندری کے گاؤں چک نمبر 142 گ ب میں آباد ہوا۔ بعد ازاں 1975ء میں اس خاندان نے گاؤں سے ترک سکونت کر کے لائل پور میں مستقل سکونت اختیار کر لی ہے۔ راقم بندہ صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری محترمہ رضیہ بیگم کا بیٹا ہے جبکہ محترمہ خدیجہ بی بی کا نواسا اور حضرت

مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب کا پڑنواسا ہے۔ راقم صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری کے دو بیٹے علی انوار قادر اور محمد حماد مسعود ہیں جبکہ ایک بیٹی سدرہ مسعود ہے۔ واضح رہے کہ دوسرے بیٹے کا نام میری پہلی کتاب ''ڈونگھے راز'' میں حسنین مسعود لکھا ہوا ہے لیکن بعدازاں اس کا نام تبدیل کر کے محمد حماد مسعود رکھ دیا گیا۔ یہ وضاحت اس لیے ضروری ہے کہ قارئین حضرات کو کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہو۔

تصانیف

عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کا کلام میٹرک سے ایم اے تک پاکستانی نصاب میں شامل ہے۔ آپ کی شخصیت اور کلام پر پاکستان میں ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ نے پی ایچ ڈی کی ہے۔ جبکہ انڈیا میں ڈاکٹر اُتم سنگھ بھاٹیا نے بھی آپ کی شخصیت اور کلام پر پی ایچ ڈی کی ہے۔ آپ کا زیادہ تر کلام پنجابی میں ہے لیکن آپ نے بڑی اہم کتب اُردو، فارسی اور عربی میں بھی تحریر کی ہیں۔

آپؒ کی اب تک منظر عام پر آنیوالی دستیاب کتب کا تذکرہ کئے دیتا ہوں۔ دستیاب کتب کا لفظ میں نے اس لیے استعمال کیا ہے کہ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کی اور کتب کا سراغ بھی ملتا ہے۔ ''قصہ دوپن''، ''گجرنامہ'' اور دیگر کتب کے تذکرے ملتے ہیں۔ 1947ء میں دونوں ممالک کی تقسیم کے وقت میرا خاندان لکڑی کا واحد ٹرنک جس میں حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کے قلمی نسخے موجود تھے وہ لے کر ابھی گاؤں سے نکلے ہی تھے کہ سکھوں کے ایک شدید حملے کی وجہ سے کتابوں کا وہ ٹرنک کہیں کھو گیا۔ جس کی وجہ سے کچھ قیمتی کتب ابھی تک نہیں مل سکیں۔ البتہ داستان امیر حمزہ، احسن القصص اور چٹھیاں آپ نے اپنی زندگی میں ہی شائع کروا دی تھیں اور ان کی مقبولیت برصغیر میں پھیل چکی تھی۔ پھر رفتہ رفتہ چند کتب کے نسخے ملے ہیں لیکن ابھی کچھ کتب نہیں مل سکیں۔ کوشش جاری ہے۔ راقم بندہ صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری کے ہندوستان جانے پر بھی کچھ سکھوں نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ وہ ٹرنک آپ کے آباؤاجداد کے جانے کے بعد مل گیا تھا لیکن وہ پھر کسی اور شخص کے ہاتھ لگ گیا۔

راقم الحروف نے عظیم کلاسیکی شاعر حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کی کتب کے بارے میں ترتیب وار جو تاریخ اور سن دیئے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے کس تاریخ، سن، کتنی عمر اور کتنے عرصہ میں کتاب مکمل کی ہے۔ یہ تمام معلومات بالکل صحیح ہیں کیونکہ تمام تر معلومات حضرت

مولوی صاحب نے خود اپنی کتب میں فراہم کی ہیں۔حضرت مولوی صاحب کے بے شمار فنی محاسن میں سے اِن کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ آپ کی تمام کتب کے نام اس طرح سے ہیں کہ کسی کتاب کے نام کے اعداد نکال لیے جائیں تو اس کتاب کا سن تالیف نکل آتا ہے۔پھر آپ نے ہر کتاب میں اس وقت اپنی عمر،اس کا سنِ تالیف ہجری،عیسوی اور بکرمی میں دے دیا ہے اور ہر کتاب کا سببِ تالیف بھی بیان کر دیا ہے۔اس لیے آپ کی کتب کے بارے میں کوئی ابہام باقی نہیں رہ جاتا۔

(1) آپؒ نے سب سے پہلے ''داستان امیر حمزہ'' کی پہلی جلد پندرہ سال کی عمر میں تقریباً ایک ماہ میں 1281 ہجری بمطابق 1864ء میں مکمل کی جبکہ دوسری اور تیسری جلد بروز جمعرات 16 محرم 1286ھ بمطابق 29 اپریل 1869ء 8 بیساکھ 1926 بکرمی 20 سال کی عمر میں 2 ماہ میں مکمل کی۔جس کے اشعار کی تعداد تقریباً 20,000 ہزار ہے۔

(2) دوسری کتاب ''روح الترتیل'' 19 سال کی عمر میں 1285ھ بمطابق 1868ء کو مکمل کی جس کے اشعار کی تعداد 256 ہے۔

(3) حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ نے تیسری کتاب ''احسن القصص'' 24 سال کی عمر میں ایک ماہ میں 1290ھ مطابق 1873ء کو مکمل کی۔

(4) چوتھی کتاب ''مسئلہ توحید'' یہ اُردو نثر میں ہے جو آپ نے 29 سال کی عمر میں 17 ذیعقد 1295ھ مطابق 1878ء کو مکمل کی۔

(5) ''سی حرفی حلیہ شریف حضور ﷺ'' 27 ربیع الاول 1297ھ مطابق 9 مارچ 1880ء موافق 28 پھاگن 1936 بکرمی بروز منگل بوقت عصر میراں و جانی موچی کی فرمائش پر تحریر کیا۔اس وقت آپ کی عمر 31 سال تھی۔

(6) ''چِٹھیاں'' حضرت مولوی صاحبؒ نے اپنے شاگرد سید روشن علی، دوست ہیرے شاہ اور صاحبزادہ غلام یٰسین کو منظوم چِٹھیاں لکھیں۔جو چِٹھی آپ نے سید روشن علی کو لکھی ہے اس میں حضرت مولوی صاحبؒ خود فرماتے ہیں یہ نامہ بتاریخ 8 محرم 1300 ہجری بمطابق 26 کاتک سن 1939 بکرمی بمطابق 10 نومبر 1882ء بروز دوشنبہ (یعنی بروز سوموار) بوقت نیم روز (یعنی بوقت دوپہر) جانی موچی کی دکان میں بیٹھ کر بحالت درد چشم لکھا گیا۔اس وقت آپ کی عمر 33 سال تھی۔

(7) ''سی حرفی سسی پنوں'' یہ سی حرفی آپ کی شاعری کی خوبصورت مثال ہے۔

(8) ''سی حرفی چوپٹ نامہ'' یہ سی حرفی بھی آپ کی شاعری کی خوبصورت مثال ہے۔

(9) ''پندھ نامہ'' یہ منظوم ہے اور یہ ایک عورت کے راستہ دریافت کرنے پر لکھا گیا ہے۔

(10) حضرت مولوی صاحبؒ کی دسویں اور آخری تصنیف جواب تک سامنے آئی ہے وہ ''مآرب الخاشعین'' ہے جو کہ اُردو نثر میں آپ کی دوسری تصنیف ہے۔ مآرب الخاشعین آپ نے 1305ھ بمطابق 1888ء کو 39 سال کی عمر میں لکھی ہے۔

وفات:

عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ 7 شعبان 1309 ہجری بمطابق 7 مارچ 1892ء بمطابق 24 پھاگن بروز سوموار بوقت چاشت کو 43 سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے اور آپ کو موضع عالمپور، تحصیل دسوہہ، ضلع ہوشیار پور کے ہی قبرستان میں دفن کیا گیا اور وہیں آپ کا مزار اقدس ہے۔ 1947ء کے بعد راقم 2007ء میں پہلی بار عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کے مزار اقدس موضع عالمپور، تحصیل دسوہہ، ضلع ہوشیار پور انڈیا پہنچا تو حضرت مولوی صاحبؒ کی قبرِ انور کے سرہانے پر پتھر کی ایک تختی لگی تھی جس پر تاریخِ پیدائش 29 جنوری 1849ء اور وفات 7 مارچ 1892ء درج تھی۔ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ 3 دن بیمار رہے۔ آپ کو ذات الجنب (بائیں پسلی کا درد) تھا۔ آپ نے دوست احباب کو بتا دیا تھا کہ ہمارا اس دنیا سے رُخصت کا وقت ہے۔ جس کسی نے ملنا ہے وہ مل لے۔ تین دن بعد بوقت چاشت آپ کا وصال ہوگیا۔ غسل کفن کے وقت حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ تھوڑے سے اشارہ سے پانسا پلٹ جاتے تھے۔ حضرت مولویؒ صاحب کی نمازِ جنازہ ان کی وصیت کے مطابق ان کے دوست مولوی عبداللہؒ صاحب تلونڈی والے نے پڑھائی کیونکہ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب نے وصیت کی تھی کہ پیچھے رہنے والا آگے جانے والے کی نماز جنازہ پڑھائے گا۔ مولوی عبداللہؒ صاحب اس وقت پنڈوری گاؤں میں تھے۔ انہیں بذریعہ کشف حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب کی وفات کا علم ہوگیا اور وہ تقریباً 7 میل کا پیدل سفر کر کے وہاں پہنچے جبکہ راستے میں جہاں جہاں سے وہ گزرتے رہے لوگوں کا جمِ غفیر ان کے ساتھ شامل ہوتا رہا۔ جب مولوی عبداللہؒ صاحب عالمپور کے قریب پہنچے تو اس وقت یہاں نماز جنازہ کی تیاری ہو رہی تھی۔ لوگوں نے دیکھا دور ایک بڑا قافلہ اس جانب آ رہا ہے لہٰذا لوگوں نے فیصلہ کیا کہ کچھ دیر رُک جائیں۔ جب قافلہ قریب پہنچا تو لوگوں نے قافلہ سالار مولوی عبداللہؒ صاحب کو پہچان لیا۔ ادھر

عالمپور کی ایک مسجد کا جو روایتی امام تھا وہ بھی وہاں موجود تھا۔ مولوی عبداللہؒ صاحب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ یہ نماز جنازہ میں پڑھاؤں گا۔ کیونکہ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب نے وصیت کر رکھی ہے۔ تو روایتی امام کا جواب تھا کہ اگر آپ نہ بھی کہتے تو آپ کے ہوتے ہوئے میں امامت کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ لہٰذا مولوی عبداللہؒ صاحب تلونڈی والے نے عوام سے کہا کہ یہ کوئی عام جنازہ نہیں ہے، واپس گھروں کو جائیں صاف ستھرے ہو کر صاف ستھرے کپڑے پہن کر آئیں لہٰذا کچھ لوگ گھروں کو لوٹے اور صاف لباس زیب تن کر کے واپس آ گئے۔ تب مولوی عبداللہؒ صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور جب لحد میں اتارنے لگے تو مولوی عبداللہ صاحب نے لوگوں سے کہا کہ 10 قدم پیچھے ہو جائیں اور پھر مولوی عبداللہ صاحب سرہانے کی طرف کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ نے انتظار بھی نہ کیا۔ تب حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب کی آنکھوں سے دو موٹے آنسو بہہ نکلے۔ جو مولوی عبداللہ صاحب نے اپنے رومال سے پونچھ کر اپنے چہرے پر مَل لیے اور لوگوں سے مخاطب ہوئے کہ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب میرے دوست تھے اور میں جانتا تھا کہ وہ ولیٔ کامل ہیں لیکن اس بات کا انکشاف آج ہوا کہ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب ولایت کے بہت اعلیٰ ترین منصب پر فائز تھے۔

تحریر و تحقیق

صاحبزادہ **مسعود احمد عالمپوری**

شجرۂ نسب

راقم الحروف بندہ صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری نے جنوبی ایشیاء کے عظیم کلاسیکی شاعر سرتاجِ اولیاء سُلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کا شجرۂ نسب مرتب کردیا ہے تاکہ تحقیق دانوں اور علم وادب کے شائقین کے لئے آسانی رہے۔ شجرۂ نسب حسب ذیل ہے۔

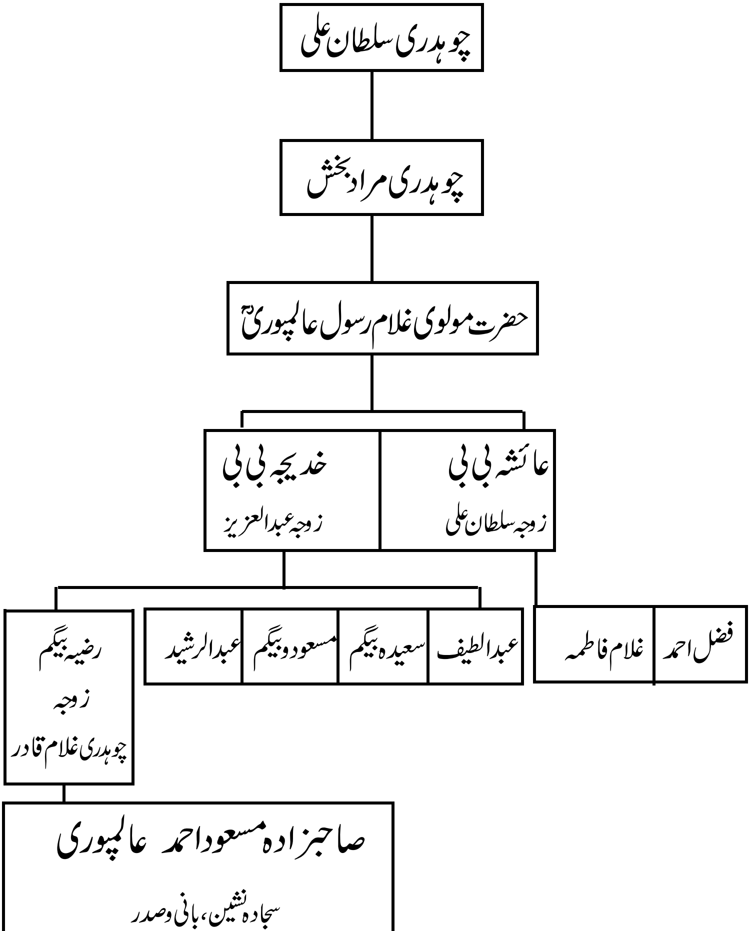

حلیہ شریف

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سیّد المرسلین خاتم النّبیین
محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جیسا کہ اس عنوان سے ظاہر ہے کہ یہ سی حرفی حضور اکرمؐ کی شان مبارک میں لکھی گئی ہے۔اس کے آخر میں فارسی نثر پارے میں تاریخ تصنیف اور فرمائش کا حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ یوں ذکر کرتے ہیں۔

بفضل [1] اللہ تعالیٰ ایں سی حرفی متضمن حلیہ مبارک درحیطۂ تصنیف و درحوزہ تحریر آوردہ شد بتاریخ بست و ہفتم از ماہ ربیع الاوّل سنہ یک ہزار دوصد نود ہفت ہجری مقدس 9 مارچ ۱۸۸۰ء موافق ۲۸ پھاگن سمت ۱۹۳۶ بروز سہ شنبہ بوقت عصر بفرمائش میراں وجانی اسکاف۔

الف: آؤ محبوب دی دید کریئے جہدے حسن جمال دی شان بھاری
جس دے نور ظہور تھیں طبق چوداں کُرسی عرش جنت طبقات ناری
جس دے عشق دی تیغ نے عرب کٹھا سنے عجم ہر دیس دی خلق ساری
جانی یار دی یاریوں جان واری اک وار نہ لکھ ہزار واری

ب: بہت اُس حُسن دیاں خوبیاں نیں خالق پاک نے آپ وڈیائی
حُسن یوسفی بوند اس بحر وچوں جس مصر کنعان تڑپایائی
ظاہر حُسن اوہو وچ مظہراں دے دیکھن والیاں نوں دسیایائی
جنہاں جانیاں جان قربان کیتی جو کجھ پاونا سی سو پایائی

ت: تک محبوب کنعان دے نُوں کیتا ہتھاں نوں مصر دیاں زناں بیرا
دل کٹ کر کتلے [2] روہڑ دیندیاں لیندیاں دیکھ جے کدی محبوب میرا

---

[1] اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ سی حرفی جو حلیہ مبارک پر مشتمل ہے تصنیف کی اور تحریر کے دائرہ میں بتاریخ ۲۷ ربیع الاوّل ۱۲۹۷ھ مطابق ۹ مارچ ۱۸۸۰ء ۲۸ پھاگن سمت ۱۹۳۶ عصر کے وقت میراں وجانی موچی کی فرمائش پر لائی گئی ہے۔ [2] ٹکڑے۔

فرق وچ صبیح[1] ملیح جیونکر اوّل صبح ضحے[2] وچ دھیان تیرا
جھبدے خبر کرو جانی سُتیاں نوں جاگو حسن دے دیس دا کرو پھیرا

ث: ثابت صحائفیں[3] شان احمدؐ ظاہر وانگ باطن محمود ہویا
تُوریت انجیل زبور اندر ایس حُسن دا نُور مشہور ہویا
جدوں اوہ محبوب موجود آہا تدوں کدوں آدم مسجود ہویا
اوہ ہے جان جہان دی جان جانی اوّل ہو آخر مقصود ہویا

ج: جسم شریف لطیف انور خوشبو ناک کستوریوں بھاوندا اے
اک وار جس راہ تھیں گذر جاندے کئی مدتاں اثر نہ جاوندا اے
قُربان تاتار لکھ ختن نافہ عنبر عطر شمار کِس آوندا اے
خوشبو دے اثر ہر یار جانی مگر جا ان پُچھیا پاوندا اے

ح: حرف وفا دے ذوق اندر لباں پاک ہویاں بھرپور دونویں
ایویں گوش پرہوش کر نوش عبرت کلمے حکمتوں رہن معمور دونویں
سوہنے نین مازاغ[4] دے نال سرمے آہے رات دن نور و نور دونویں
ذات بحت[5] دی وچہ دھیان جانی عالم رکھدے دلے تھیں دُور دونویں

خ: خلق عظیم رحیم مُرسل[6] طٰہٰ صفت یٰسین تعریف آئی
والضحیٰ[7] سوگند رخ پاک دی ہے والیل[8] اس زلف دی شان آئی
محمود مقام مقام جس دا ثانی اوس دے حسن دا نہیں کائی

---

[1] حُسن کی دوقسموں کی طرف اشارہ ہے۔حدیث نبوی میں وارد ہے اَنَامَلِیحُ وَاَخِیْ یُوسُفُ صَبِیْحٌ۔الحدیث اوکمال قال یعنی نبی اکرم ﷺ کا رنگ ملیح یعنی سانولا اور حضرت یوسفؑ صبیح یعنی گورے محض تھے۔میں ملیح ہوں اور میرا بھائی یوسف صبیح ہے۔ [2] چاشت۔ [3] جمع صحیفہ، چھوٹی چھوٹی کتابیں جو پیغمبروں پر اتریں۔ [4] اشارہ سورہ نجم کی آیت نمبر ۱۷ کی طرف ہے۔مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ترجمہ۔اُن کی آنکھ نہ تو اس طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے آگے بڑھی۔ [5] مراد حق تعالیٰ، بحت کے معنی صرف اور خالص ہیں۔ [6] اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔کی طرف اشارہ ہے اے محمد بلاشبہ آپ رسولوں میں سے ہیں۔ [7] سورۂ والضحیٰ مراد ہے۔ [8] سورۂ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى کی طرف اشارہ ہے۔

جانی یار لواء الحمد[1] سر تے دیکھیں وچ عرصات[2] دل آس آئی

د: دن نوں دھپ دے وقت سر تے سایہ ابر سفید وچھایا اے
مکھی بدن شریف پر ناہ بہندی اس نوں رب نے ادب سکھایا اے
سُتے ہوندے کلام تمام سندے سُفنے کدے شیطان نہ آیا اے
شور آب لعاب[3] زلال کردا جانی یاراں نے بہت آزمایا اے

ذ: ذکر زبان تے حق کلمہ حلم مہر ہر کسیدی خیر خواہی
وچہ سخن فصیح بلیغ اکمل جامع[4] کُل کلم اک بات آہی
شیریں گفتگو دِلاں نوں کھچ لیندی لے جاوندی جیویں قلاب[5] ماہی
ہر سخن پُر حکمتوں لکھ دفتر جانی جانیا اوسدی لکھ شاہی

ر: رسے تاثیر کلام ہر جا دھسے دیس جیوں نقش نگینیاں دے
اج تیک سو لہر ہر بحر لفظوں موج مار دی ہے وچہ سینیاں دے
جنہاں دِلاں وچہ اوہ کلام ظاہر مظہر نام ہے انہاں آئینیاں دے
رچیا فیض کلام دا نُور جانی نور و نور ای نہیں نابینیاں دے

ز: زُمرۃ المرسلین اندر سیّد فہرست عالم بن آیا ای
اَلْیَوْمَ[6] اَکْمَلْتُ رَضِیْتُ بُشْرٰی[7] وَسَوْفَ[8] دا فضل بھر پایا ای
اسرافیل نقیب جبریل خادم مولے تاج لولاک[9] پہنایا ای

۱۔ لِوَاءُ الْحَمْد۔ لِوَاء۔ ل کے فتح سے غلط ہے لوا کا معنی جھنڈا پرچم ہے اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں حضورؐ نے فرمایا قیامت کے دن میرے ہاتھ میں لِوَاءُ الْحَمْد ہوگا۔ ۲۔ جمع عرصہ کی معنی، میدان، قیامت کا میدان۔ ۳۔ یعنی کھارے پانی کو آپؐ کا لعاب شریں کر دیتا تھا۔ ۴۔ اشارہ حدیث شریف جوامع الکلم یعنی مجھے جوامع الکلم عطا کیا گیا ہے۔ ۵۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ ۶۔ اشارہ ہے قرآن کی اس آیت کی طرف اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (ترجمہ) آج تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام جیسے دین کو میں نے پسند کیا۔ ۷۔ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی وَ لِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ۔ ۸۔ اشارہ آیت وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی یعنی ہم آپ کو اور زیادہ بھی عنقریب دیں گے جس سے آپ راضی ہو جائیں گے۔ ۹۔ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو بھی نہ پیدا کرتا۔

دوزخ دشمناں نوں جنت جانیاں نوں خاطر اوسدی رب بنایا ای

س: سیر افلاک سن عرش کُرسی قرب حق کر خاص نتاریا ای
مار انگلی چند نوں چیریا اے آسمان تھیں دھرت اتاریا ای
وچہ ہجر ستون بھی زار رویا دام[1] دداں[2] اسلام پکاریا ای
باہجوں جان جانی سنگ ریزیاں نے کلمہ نال آواز چتاریا ای

ش: شمع جمال دی روشنی نوں فوق[3] نور ضیاء تے بہت بھارا
سایا خاک ناہا عرش سائے تلے سائے اوسدے وسے جہان سارا
ہر ہر پیشگوئی جویں کہی ہوئی حکم من دا ہے ہر چند تارا
حاضر ہونوں جڑاں سن طلب ویلے ناسی جانیا رکھاں نوں مول چارا

ص: صفت رسول دی رب جانے جس نے آپ اوہ حسن اوپایا ای
جے کوئی ہور کرے دعویٰ صفت کلّی دعویٰ ایہہ خدا دا چایا ای
معجزات بے انت بھی رب جانے ہور کسے شمار نہ آیا ای
دھن بھاگ تنہاں جنہاں جان جانی اکھیں دیکھ وچہ دلاں رچایا ای

ض: ضب[4] شہادتوں سرے مجلس انکار بدخواہاندے دور ہوئے
نال نور ایمان دے صَدَّقُوالِي[5] جلوہ گاہ مثال کوہ طور ہوئے
کسریٰ عجم قیصرہ روم جہئے اُسدی تیغ سیاستوں چور ہوئے
جانی جان قربان کر انہاں اوتے جھڑے اوس درگاہ منظور ہوئے

---

[1] جال، پھندا، جنگلی جانور جو گھاس کھاتے ہیں جیسے ہرن وغیرہ۔ [2] دَد کی جمع دَدّ اں، درندہ چارپایہ جس کی غذا گوشت ہو مثلاً شیر وغیرہ، مولوی صاحب ''احسن القصص'' میں یہ دونوں لفظ لائے ہیں۔ دام دداں گھمگیر چوپھیرے کھوہ ول سجدہ کردے۔ [3] بلندی، بزرگی، برتری، فضیلت۔ [4] سوسمار، گوہ، یہ ایک قسم کا جانور ہے جس نے آپؐ کی نبوت پر شہادت دی تھی۔ یہ جانور سانپ کی قسم کا ہوتا ہے یہ پیاس کے وقت اپنا منہ ہوا کے رخ کی طرف کر لیتا ہے جس سے اس کی پیاس بجھ جاتی ہے۔ چالیس دن کے بعد صرف ایک قطرہ پیشاب کرتا ہے۔ [5] لفظی معنی یہ ہیں کہ تصدیق کرو تم میری

ط: طلب لقاء جس وچہ دنیا حلیہ دیکھ وچہ دلے دیدار پاوے
گندم گون موزوں قد دیکھ زائر[1] افضل رب دے نال بہشت جاوے
گندم کارنے چھوڑ بہشت آدم آیا وچہ دنیا افسوس کھاوے
گندم گون محبوب ول دیکھ جانی تیرا تھاؤں کُتھا مڑ ہتھ آوے

ظ: ظاہراً قد رسولؐ اوسط لاغر فربہ دا حرف نہ آوندا سی
نا اوہ بہت لمے نا اوہ بہت چھوٹے دیکھن ہار قربان ہو جاوندا سی
آہا معجزہ پاس جو مرد ہووے چھوٹا نبیؐ تھیں اوہ دسیاوندا سی
بھاویں کیڈ دراز قد جان جانی ایویں پاوندا جدوں ازماوندا سی

ع: عطر عنبر گُلاب مُشکوں وَدھ وچہ خوشبو دے عرق[2] تن دا
جس ورتیا اج تک کہے خلقت ریہا عطر بھِنا خاندان زن دا
لے جاوندے لوگ گھر ورت دے سی جدوں کسے نوں کجھ اتفاق بن دا
ہتھ رہے خوشبو جاں یار جانی پاون نال مصافحیاں ذوق من دا

غ: غرق خوشبو وچہ وال سر دے ہیٹھ کناں تک لٹک سوہاوندے سی
کُنڈل دار سیاہ چمکاندڑے سی کنگھی واہیاں لہر جھلاوندے سی
ادھے طرف سجے ادھے طرف کھبے لٹک لٹک ول دلاں نوں پاوندے سی
گردن ہیٹھ والاں جیوں گھٹوں بجلی جانی چمک نوں دیکھ غش کھاوندے سی

ف: فضل خدائے دا نور متھے بحر فیض دی لہر اُچھال دا اے
چند چودھویں دا کہے کون کوئی جو اوہ اوسدی تاب سمبھال دا اے
متھا ہَسدا رَسدا نُور بھِنا دِل ویریاں دے دیکھ کھال[3] دا اے
متھا بہت کھُلا سوہنا جگ نالوں جانی ہور نا اوسدے نال دا اے

---

[1] ملنے والا، زیارت کرنیوالا [2] پسینہ [3] کھالنا (مصدر) دُکھی یا درد سے آہ آہ کرنا، نفرت، بیزاری۔

ق: قوس بھواں محراب دونویں جنہاں تیغ نوں ادب سکھایا ای
وال بہت باریک دو ابرواں دے گھت ابر بہار سوہایا ای
وچکار دو بھواں دے نور لشکے مار چمک دل جان نوایا ای
جانی جان فدا اوس سوہنے توں دھن بھاگ اوہدے جس جایا ای

ک: کوہندیاں اکھیاں نور بھریاں کوہاں تیک نگاہ دی واہ جانی
دوہاں دھیریاں وچہ کشاد[1] چشماں بہت باہجہ مثال سیاہ جانی
مروارید سفیدیوں مات ہوندا وچ سرخ ڈورے دل خواہ جانی
وال سنگھنے مژگاں دے خوب لمے موڑا گھت جھکے واہ واہ جانی

ل: لال لباں نازک ایڈ سندر[2] مثل جنہاندی لعل نہ مول کائی
ورلے دند سفید ودھ موتیاں تھیں بجلی وچہ شفق جیوں روشنائی
اکسار بلند باریک بینی گویا نور دے بحر دی لہر آئی
رخسار ہموار خوش وضع دونویں دیکھو جانیا حسن بہار لائی

م: مٹھ بھر ریش جس ریس ناہاں خوب سنگھنی گرد بگرد سارے
مچھاں کتریاں رہندیاں وال چھوٹے لب رہے ظاہر نور چمک مارے
گل وال ستاراں سفید ہوئے سر داڑھی وچہ لکھدے لکھن ہارے
چہرہ چند پروار سیاہ اندر جانی نظر پوے دل جان وارے

ن: ناہ دراز نہ گول پورا بلکہ گول قریب رخ پھبدائی
جنہاں دیکھیا تنہاں نے بدر کہیا جدوں ہور نمونہ نہ لبھدائی
نالے بدر دا قدر کیہہ مثل ہووے اوہ خود اک خادم اوہدی شبدائی
گردن خوب دراز موزوں جانی جس تے فضل جہان دے ربدائی

[1] فراخی، کھلا [2] خوبصورت، حسین وجمیل۔

و: وال باریک خط ناف توڑی چل دا سینیوں اگے ول وِرل ایہا
ہور شکم سینہ ہموار دونویں جانی وال تھیں صاف مِرات[1] جہیا
سینہ بہت چوڑا بازو خُوب لمبے تلی عطر بھنی راوی دیکھ کہیا
شاخاں چاندی دیاں اُنگلیاں لمیاں سی جانی دیکھدا ہو قربان رہیا

ہ: ہتھ دی تلی تھیں نور رَسدا کھُلی نرم حریر دی تار نالوں
قدم خُوب موزوں پُرنال گوشت سمیں ساق خوش رنگ گُلزار نالوں
بازو ران شانے بند بھرے گوشت وچہ زور دے ودھ ہزار نالوں
محبوب محبّ خود سازیا سو سوہنا کون ہووے جانی یار نالوں

لا: لک ایہا جیہا شان لائق تنوں ناہ چونڈی بھری جاوندی سی
وچہ شانیاں مہر پیغمبری دی سجے شانے دے پاس سہاوندی سی
فرق شانیاں وچہ فراخ آہا خوبی حُسن شمار نہ آوندی سی
دوہاں شانیاں تے وال بہت آہے خوبی جانیاں نوں دسیاوندی سی

الف: اکھیں دو مہر دے وچہ خُفیہ فضل حق تھیں جنہاں وچہ صفت پُوری
پچھلی طرف دسے جیویں طرف اگلی تے نہ فرق کائی وچہ قُرب دُوری
کارن چشم معتاد[2] حجاب پردہ تے ایہہ رہن دن رات ہر وجہ نوری
جانی معجزہ خاص رسول دا ایہہ کائی ہور کہے تس جان دُوری

ی: یاراں دے وِچہ مُمتاز سوہنا ایسا ہور سوہنا کون آیا ای
لکھ لکھے کوئی اجے پرے اس تھیں اِسدا کِسے نے انت نہ پایا ای
سوہنا اندروں جیویں تیویں باہر سب سوہنیاں سیس نوایا ای
جانی سوہنے دا سب کجھ اَنت سوہنا اوّل آخروں ایہہ فرمایا ای

---

[1] شیشہ، آئینہ [2] عادت کیا گیا، ہر روز کی جتنی عادت ہو۔

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) کی طرف سے شائع شدہ اور زیر اشاعت کُتب کی تفصیل درج ذیل ہے

شائع شدہ تصانیف:

	مصنف	مرتب
احسن القصص	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
چٹھیاں	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
حلیہ شریف حضورؐ	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
سی حرفی سسّی پنوں	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
چوپٹ نامہ	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
پندھ نامہ	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
منتخب کلام	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
مآرب الخاشعین	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
ڈونگھے راز	صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری	
صحراؤں میں بہتے دریا	محمد سرفراز	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
پورن بھگت	لچھمن سنگھ راٹھور	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری

ان کے علاوہ گورنمنٹ آف پاکستان کے سب سے بڑے ادارے اکادمی ادبیات پاکستان نے بھی صاحبزادہ مسعود احمد کی تصنیف ''مولوی غلام رسول عالمپوریؒ شخصیت اور فن'' شائع کی ہے۔

زیرِ اشاعت تصانیف:

درج ذیل کُتب کمپوز ہو چکی ہیں اور ان میں سے کچھ کتب پروف ریڈنگ کے مراحل سے گزر کر اشاعت کے مرحلے میں داخل ہونے والی ہیں۔

روح الترتیل	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
داستانِ امیر حمزہ	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
مسئلہ توحید	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
شجرہ طریقت	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری